HISTORY OF PAKISTAN NOTES FOR 1st YEAR CLASS (PUNJAB)

باب 1

دوقومی نظریہ کا ارتقا

سوال: دوقومی نظریہ سے کیا مراد ہے؟ قائداعظمؒ اور علامہ اقبالؒ کے ارشادات کی روشنی میں اس کی وضاحت کیجئے؟

سوال: نظریہ پاکستان پر ایک جامع نوٹ لکھیے۔ (2007ء)

سوال: دوقومی نظریہ کے مختلف مراحل بیان کیجئے۔ (2006ء)

جواب: **دوقومی نظریہ (Two Nation Theory)**

پاکستان 14 اگست 1947ء کو دوقومی نظریے کی بنیاد پر قائم کیا گیا۔ قیام پاکستان سے قبل دوقومی نظریے سے مراد یہ تھا کہ برصغیر پاک وہند میں دو بڑی قومیں یعنی ہندو اور مسلمان آباد تھیں۔ یہ دونوں قومیں اپنے مخصوص مذہب' ثقافت' زبان' لباس اور رسم ورواج کے لحاظ سے ایک دوسرے سے مختلف تھیں۔ مثال کے طور پر مسلمان ایک خدا پر یقین رکھتے تھے۔ مگر ہندو کئی دیوتاؤں کی پوجا کرتے تھے۔ مسلمان گائے کا گوشت کھاتے تھے مگر ہندو اس کو گاؤ ماتا کہتے تھے۔ دونوں قوموں کے درمیان مذہب اور ثقافت کا فرق اتنا واضح اور زیادہ تھا کہ سینکڑوں برس کی اکٹھی معاشرت کے باوجود یہ ایک دوسرے میں ضم نہ ہوسکیں۔ اسلام ایک ایسا مذہب تھا جو کہ نظریاتی اور معاشرتی اقدار کے لحاظ سے اتنا مضبوط تھا کہ اس نے نہ صرف سینکڑوں سالوں تک اپنا تشخص برقرار رکھا بلکہ لاکھوں ہندو اپنا فرسودہ اور ذات پات کے تعصب کا شکار مذہب چھوڑ کر اسلام کے دائرے میں داخل ہوگئے۔

برصغیر میں دوقومی نظریے کی ابتدا اس وقت ہوگئی جب پہلے ہندو نے اسلام قبول کیا تھا۔ عربوں نے آٹھویں صدی عیسوی میں سندھ فتح کیا مگر عرب تاجروں کے ذریعے اسلام پہلے ہی ہندوستان پہنچ چکا تھا۔ 712ء حملہ کے بعد بعض وجوہات کی بنا پر اسلام سندھ اور ملتان تک محدود رہا۔ بعدازاں گیارہویں صدی میں سلطان محمود غزنوی نے ہندوستان پر سترہ حملے کیے۔ ان حملوں کے دوران مشہور جغرافیہ دان اور ماہر عمرانیات البیرونی نے اس علاقے کا دورہ کیا اور ہندو معاشرت کا قریبی مشاہدہ کیا۔ اس نے اپنی شہرہ آفاق تصنیف ''کتاب الہند'' میں ہندو معاشرے کی تصویر کشی کی۔ البیرونی کے مطابق ہندو معاشرہ چار ذاتوں پر مشتمل تھا۔ ہندو بڑے مغرور تھے اور مسلمانوں کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ اس طرح البیرونی نے برصغیر میں دوقومی نظریے کی نشاندہی کردی تھی۔ البیرونی کے بعد حضرت مجدد الف ثانیؒ' شاہ ولی اللہؒ سرسید احمد خان' علامہ اقبالؒ اور قائداعظمؒ نے دوقومی نظریے کے فروغ میں اہم کردار ادا کیا۔

سرسید احمد خان:

سرسید احمد خان نے جنگِ آزادی کے دوران میں سیاسی منظرنامہ کا بغور جائزہ لیا اور اس نتیجہ پر پہنچے کے مسلمان قوم کا وجود اور بہتر مستقبل اسی نکتہ میں چھپا ہے کہ انگریزوں کے ہاتھ تعاون کرکے ان کی آئینی' تعلیمی' جمہوری اور انتظامی اصلاحات سے فائدہ اٹھایا جائے۔ سرسید احمد خان دوقومی نظریہ کے بانی مانے جاتے ہیں جنہوں نے جدید دور میں مسلمانوں کو قوم قرار دیا۔

دوقومی نظریہ اور قائداعظمؒ کے ارشادات:

قائداعظم محمد علی جناحؒ دوقومی نظریہ کے علمبردار تھے۔ انہوں نے اس نظریے کی بنیاد پر برصغیر میں ایک الگ' آزاد اور خود مختار اسلامی مملکت کا مطالبہ کیا۔ انہوں نے اپنے طویل سیاسی کیریئر کے دوران وقتاً فوقتاً مختلف مواقع پر جو خطابات کیے۔ ان میں سے درج ذیل میں دوقومی نظریے کی عکاسی ہوتی ہے۔ مارچ 1940ء میں انہوں نے قرارداد لاہور کی منظوری سے قبل اپنے خطبہ صدارت میں فرمایا:

''اسلام اور ہندو مت دو الگ مذاہب ہی نہیں بلکہ دو جداگانہ معاشرتی نظام ہیں۔ یہ محض ایک خواب ہے کہ

ہندو اور مسلمان کبھی ایک مشترکہ قوم بن سکیں۔ مسلمانوں اور ہندوؤں کا تعلق دو مختلف مذاہبی فلسفوں، معاشرتی رواجوں اور ادبیات سے ہے۔"

26 مئی 1940ء کو قائداعظمؒ نے بمبئی میں مسلم لیگ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا:

"گاندھی جی کہتے ہیں کہ ہندوستان کو جیتے جی ٹکڑے کیا جارہا ہے۔ راج گوپال اچاریہ کہتے ہیں کہ بچے کے دو ٹکڑے کیے جارہے ہیں۔ قدرت نے پہلے ہی ہندوستان کو تقسیم کر رکھا ہے اور اس کے ٹکڑے کر رکھے ہیں۔ ہندوستان کے نقشے پر مسلم ہندوستان اور ہندو ہندوستان پہلے ہی موجود ہیں۔"

مارچ 1944ء کو مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے طلباء سے خطاب کرتے ہوئے قائداعظمؒ نے فرمایا:

"پاکستان اسی دن وجود میں آ گیا تھا جب ہندوستان میں پہلا غیر مسلم مسلمان ہوا تھا۔"

اس کے بعد ستمبر 1944ء میں جب گاندھی نے مسلمانوں کو ایک الگ قوم تسلیم کرنے سے انکار کیا تو قائداعظمؒ نے کہا:

"ہم بدستور اس مؤقف پر قائم ہیں کہ کسی بھی معیار کی رو سے مسلمان اور ہندو دو بڑی قومیں ہیں۔ ہم دس کروڑ تعداد پر مشتمل ایک قوم ہیں جس کی ثقافت، تہذیب، زبان، ادب، آرٹ، فن تعمیر، نام، اقدار، فقہ، اخلاقی ضابطے، رواج، کیلنڈر، تاریخ، روایات، معیار اور مقاصد الگ ہیں۔ مختصر یہ کہ ہمارے تصورات زندگی اور طرز زندگی الگ الگ ہیں۔ بین الاقوامی قانون کے تمام ضوابط کی رو سے ہم ایک قوم ہیں۔"

دوقومی نظریہ اور علامہ اقبالؒ کے ارشادات:

علامہ اقبالؒ نے 1930ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس منعقدہ الٰہ آباد میں جو صدارتی خطبہ دیا، اس کو تحریک پاکستان میں ایک سنگ میل کی حیثیت حاصل ہے کیونکہ اس میں آپ نے برصغیر کے مسلمانوں کے لیے ایک الگ خود مختار ریاست کے خدوخال کا تعین کر دیا تھا، اس لیے آپ کو مصور پاکستان کا خطاب دیا گیا۔ اس خطاب کے دوران آپ نے فرمایا:

"ہندوستان ایسے افراد پر مشتمل براعظم ہے جو کہ مختلف زبانوں اور مذاہب سے تعلق رکھتے ہیں۔ ایک یک جنس ہندوستان کے تصور کی بنیاد پر ایک آئین تشکیل دینا اس کو خانہ جنگی کے لیے تیار کرنے کے مترادف ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ پنجاب، شمال مغربی سرحدی صوبے، صوبہ سندھ اور بلوچستان کو ملا کر ایک ریاست کی شکل دے دی جائے۔ برطانوی مملکت کے اندر یا باہر خود مختار حکومت مجھے شمال مغربی ہند کے مسلمانوں کا مقدر دکھائی دیتی ہے۔"

ابو ریحان البیرونی (973ء تا 1048ء)

حالات زندگی:

ابو ریحان البیرونی کا شمار دنیا کے عظیم جغرافیہ دانوں اور ماہرین عمرانیات میں کیا جاتا ہے۔ وہ 973ء کو ریاست خوارزم کے ایک گاؤں بیرون میں پیدا ہوا اور اس لحاظ سے البیرونی کہلایا۔ 1017ء میں جب غزنی کے سلطان محمود نے خوارزم کو فتح کر کے اپنی مملکت میں شامل کر لیا تو البیرونی سلطان محمود کے دربار سے وابستہ ہو گیا۔ البیرونی کئی زبانوں مثلاً عربی، فارسی، سنسکرت، یونانی، سریانی اور عبرانی زبانوں پر عبور رکھتا تھا اور بے شمار علوم مثلاً علم نجوم، علم کیمیا، علم طبیعیات، علم ریاضی، علم جغرافیہ، علم المذاہب وغیرہ کا ماہر تھا۔ البیرونی ایک بلند پایہ مصنف تھا۔ اس نے بے شمار کتب تحریر کیں جن میں سے آثار الباقیہ، کتاب الہند، قانون مسعودی، کتاب آثار العلویہ، کتاب الجماہر والجواہر اور تاریخ محمود غزنوی بہت مشہور ہیں۔

البیرونی نے 1017ء سے 1031ء تک ہندوستان میں قیام کیا اور ہندوستان کے جغرافیہ، حالات، موسموں کے تغیر و تبدل، نباتات، جمادات، مختلف مذاہب بالخصوص ہندومت کے رسم و رواج اور ہندوؤں کی طرز معاشرت کا قریبی مشاہدہ کیا۔ اس نے ان مشاہدات کو اپنی مشہور تصنیف "کتاب الہند" میں قلمبند کیا۔ اس کتاب کو آج تک اس دور کے حالات کی سند تسلیم کیا جاتا ہے۔

کتاب الہند اور دوقوموں کی نشاندہی:

ابو ریحان البیرونی نے اپنی تصنیف کتاب الہند میں ہندوستان کی طرز معاشرت پر جو روشنی ڈالی ہے اس میں سے چند اقتباسات درج

ذیل ہیں:

1-ذات پات کا نظام:

گیارہویں صدی میں ہندوستان میں ذات پات کا نظام رائج تھا جس کے تحت معاشرہ چار طبقات میں منقسم تھا جبکہ مسلمان سب کو برابر سمجھتے ہیں۔ اسلام میں فضیلت کا معیار صرف تقویٰ اور اچھا کردار ہے۔

2-دوسری قوموں سے نفرت:

البیرونی کے مطابق ہندو بہت مغرور تھے اور دوسری قوموں کو حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ غیروں کو یہ لوگ ملیچھ یعنی ناپاک سمجھتے ہوئے ان سے ملنا جلنا' شادی بیاہ کرنا' ساتھ بیٹھنا اور کھانا پینا ناجائز تصور کرتے ہیں۔

3-شادی اور موت کی رسومات:

البیرونی لکھتا ہے کہ ہندوؤں میں بچپن کی شادیوں کا رواج ہے۔ مرد چار بیویاں رکھ سکتا ہے۔ ان میں طلاق کا تصور موجود نہیں۔ مرد اور عورت کا نکاح دونوں میں سے کسی ایک کے مرجانے سے نہیں ٹوٹتا۔ خاوند کی موت کے بعد عورت یا تو اس کے ساتھ ستی ہو جاتی ہے یا پھر بیوہ کی زندگی بسر کرتی ہے۔ سارا معاشرہ اس کی طعن و تشنیع کرتا ہے۔ معاشرے میں بوڑھے' اپاہج اور مریضوں کے لیے کوئی مقام نہیں۔ وہ اگر پسند کریں تو خودکشی کر کے اپنی زندگی کا خاتمہ کر سکتے ہیں۔ نچلی ذات کے لوگ چتا تیار کر کے خودکشی کرتے تھے مگر اعلیٰ ذات کے ہندو گنگا یا جمنا میں ڈوب کر اپنی زندگی کا خاتمہ کر سکتے تھے۔

4-عورت کا معاشرے میں مقام:

البیرونی کے مطابق ہندو معاشرے میں عورت کو عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا تھا۔ اُسے خاوند کی موت سے ساتھ ہی جل کر مرنا ہوتا تھا۔

البیرونی اور دوقومی نظریہ:

البیرونی نے اپنی تصنیف ''کتاب الہند'' میں ہندوستان کی ثقافت اور طرز معاشرت کے بارے میں جو مشاہدات درج کیے ہیں' ان میں واضح طور پر یہ قلمبند کیا گیا کہ مذہبی عقائد' ثقافت اور طرز معاشرت کے لحاظ سے ہندوؤں اور مسلمانوں میں زمین و آسمان کا فرق تھا۔ ہندو نہایت متعصب اور تنگ نظر تھے جب کہ مسلمان وسیع القلب تھے۔ ہندو معاشرہ ذات پات کے نظام پر استوار تھا جب کہ مذہبی اعتبار سے سب مسلمانوں کا ایک ہی درجہ تھا بلکہ اگر یوں کہا جائے کہ مذہب' لباس' نظریات' طرز معاشرت اور زبان کے اعتبار سے دونوں قومیں ایک دوسرے کی ضد ہیں تو بے جا نہ ہوگا۔ ہندو اور مسلمان ابتدا ہی سے دو الگ الگ قومیں تھیں۔ یہ فرق اتنا واضح تھا کہ ایک ہزار سال کی اکٹھی معاشرتی زندگی کے باوجود قائم رہا۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ (1564ء تا 1625ء)

حضرت مجدد الف ثانیؒ کو شیخ احمد سرہندی بھی کہا جاتا ہے۔ آپ کا اصل نام احمد اور کنیت بدرالدین تھی۔ آپ کے والد شیخ عبدالاحد ایک صوفی بزرگ تھے۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ کا سلسلہ نسب 27 واسطوں سے سیدنا حضرت عمر فاروقؓ سے جاملتا ہے۔ آپ 26 جون 1564ء کو سرہند میں پیدا ہوئے۔ شیخ احمد نے ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی سے حاصل کر کے حدیث کی سند مولانا یعقوب کشمیری سے سیالکوٹ جا کر حاصل کی۔ تحصیل علم کے بعد اکیس برس کی عمر میں سرہند میں درس و تدریس کا آغاز کیا اور جلد ہی علم و فضل کے بلند مرتبے پر فائز ہو گئے۔ 1595ء میں آپ آگرہ گئے' اس وقت اکبر اعظم ہندوستان کا بادشاہ تھا۔ آگرہ میں آپ کی ملاقات شیخ مبارک کے بیٹوں ابوالفضل اور فیضی کے ساتھ ہوئی جن کی قابلیت کا بہت شہرہ تھا۔ آپ نے فیضی کو قرآن کی بے نقطہ تفسیر سواطع الالہام لکھنے میں مدد دی۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ کی مذہبی خدمات:

جلال الدین محمد اکبر عظیم حکمران تھا۔ وہ پانچوں وقت کا نمازی تھا مگر اس نے کئی مذہبی اصولوں کو سیاسی اور معاشرتی مفادات کے لیے استعمال کیا جس کی وجہ سے اس کی شخصیت متنازعہ ہوگئی۔ یوں تو تمام بادشاہ مکمل طور پر اسلامی زندگی بسر نہ کر سکے مگر اکبر کا قصور یہ تھا کہ اس نے چند عقائد میں مداخلت کی۔ ہندوؤں کی جاری کردہ بھگتی تحریک اپنے عروج پر تھی بلکہ اکبر کے جاری کردہ دین الٰہی سے ہندومت' عیسائیت اور بدھ

مت کے عقائد کو فروغ دیا جا رہا تھا۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے اسلامی نظریات اور عقائد کا پرچار کرنے کے لیے بے شمار اقدامات کیے۔ سب سے پہلے تو آپ نے بھگتی نظریہ کے علمبردار فلسفہ وحدت الوجود کی نفی کرنے کے لیے فلسفہ وحدت الشہود پیش کیا۔ اس فلسفہ نے ہندوؤں کے اس نظریہ کو رد کر دیا کہ رام اور رحیم ایک ہی ذات کے دو نام ہیں۔ فلسفہ وحدت الشہود میں واضح کیا گیا کہ رام اور رحیم کا وجود ایک دوسرے سے الگ ہے۔
حضرت مجدد الف ثانیؒ نے اکبر کے جاری کردہ دین الٰہی کی بھی مخالفت کی جو کئی مذاہب کے عقائد کا ملغوبہ تھا۔ دین الٰہی کے پیروکار جب آپس میں ملتے تو اسلام علیکم کی بجائے اللہ اکبر کہتے جس کے جواب میں جل جلالہ کہا جاتا۔ اس نئے مذہب میں گائے کا ذبح کرنا ممنوع قرار دیا گیا۔ دیوالی منانے اور سورج کی پوجا کرنے کا حکم دیا گیا۔ شراب، جوئے اور سود کو حلال قرار دیا گیا اور بارہ سال سے کم عمر کے لڑکوں کے ختنوں پر پابندی لگا دی گئی۔ کچھ علماء نے دین الٰہی کی مخالفت کی تو ان کو قتل کروا دیا گیا۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ نے ان بدعات کے خلاف باقاعدہ مہم شروع کی۔ اپنے مریدوں اور عام لوگوں کو دین الٰہی اختیار کرنے سے روکا۔ 1605ء میں اکبر اعظم کی وفات کے بعد جہانگیر ہندوستان کا حکمران بنا۔ آپ نے اس کو تعظیمی سجدہ کرنے سے انکار کیا جس کی بنا پر آپ کو گوالیار کے قلعہ میں قید کر دیا گیا۔ سکھ گورو ارجن دیو کے قتل پر جہانگیر کو خراج تحسین پیش کیا۔ بالآخر جہانگیر کو اپنی غلطی کا احساس ہو گیا اور اس نے آپ کو باعزت طور پر رہا کر دیا۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ اور دو قومی نظریہ:

حضرت مجدد الف ثانیؒ نے بھگتی تحریک اور اکبر کی مذہبی پالیسی کے خلاف بھرپور جدوجہد کی۔ آپ نے بھگتی فلسفہ متحدہ کے تصور کو رد کر دیا اور ثابت کیا کہ کفر اور اسلام ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ آپ نے واضح کیا کہ رحمٰن اور رام کا آپس میں کوئی مقابلہ نہیں کیونکہ رحمٰن سب کائنات کا خالق ہے جب کہ رام ایک مخلوق جس کو ماں نے جنم دیا۔ رام تو اپنی بیوی سیتا کی حفاظت نہ کر سکے، وہ دوسروں کی کیسے مدد کریں گے۔
حضرت مجدد الف ثانیؒ مسلم اور غیر مسلم نظریہ کے علمبردار تھے۔ آپ نے واضح الفاظ میں کہا کہ مسلمان اور ہندو دو الگ مذہبی شناختیں ہیں جن میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ اسلام کی عزت کفر کی ذلت میں ہے۔ جس نے کافروں کو عزیز جانا، اس نے اسلام کو ذلیل کرنے کی کوشش کی۔

حضرت شاہ ولی اللہؒ (1703ء تا 1762ء)

حضرت شاہ ولی اللہؒ محدث دہلوی کا شمار برصغیر کے ان بزرگانِ دین اور صوفیائے کرام میں کیا جاتا ہے جنہوں نے اٹھارہویں صدی عیسوی میں اسلام کی سربلندی اور مسلمانوں کے تحفظ کے لیے انقلابی اقدامات کیے۔ آپ 21 فروری 1703ء کو دہلی میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد شاہ عبدالرحیم ایک بلند پایہ عالم تھے اور ان علمائے کرام میں شامل تھے جنہوں نے اورنگ زیب کے کہنے پر فتاویٰ عالمگیری مرتب کی تھی۔ شاہ [illegible] نے دہلی میں مدرسہ رحیمیہ قائم کر کے اسلامی علوم کی درس و تدریس کا سلسلہ شروع کر رکھا تھا۔ شاہ ولی اللہؒ نے کم عمری میں ہی قرآن و حدیث [illegible] کر لی اور بعد ازاں فقہ، منطق اور علم الکلام پر دسترس حاصل کی۔ جب آپ کی عمر سترہ برس کی ہوئی تو آپ کے والد محترم نے وفات پائی۔ آپ نے مدرسہ رحیمیہ کا انتظام و انصرام سنبھالا۔ 1730ء میں آپ نے مدینہ منورہ جا کر شیخ ابو طاہر بن ابراہیم مدنی سے حدیث کی سند حاصل کی۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ نے مذہبی اور سیاسی شعبوں میں ملت اسلامیہ کے لیے گراں قدر خدمات انجام دیں۔ آپ نے قرآن پاک کا فارسی زبان میں ترجمہ کیا اور علم حدیث کی اشاعت کے لیے احادیث کے چھوٹے چھوٹے مجموعے مرتب کیے۔ علاوہ ازیں آپ نے مسلمانوں کو غیر اسلامی بدعات سے محفوظ رکھنے کے لیے ہندووانہ معاشرت ترک کرنے کی ہدایت کی۔ سیاسی میدان میں بھی حضرت شاہ ولی اللہؒ نے مسلمانوں کو مرہٹوں کے ظلم و ستم سے بچانے کے لیے افغانستان کے امیر احمد شاہ ابدالی کو ہندوستان پر حملے کی دعوت دی۔ اس کے نتیجے میں احمد شاہ ابدالی نے 1762ء میں پانی پت کی تیسری لڑائی میں مرہٹوں کو عبرتناک شکست دی۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ نے 20 ستمبر 1762ء کو وفات پائی۔

ہندووانہ رسومات کے خلاف جہاد:

حضرت شاہ ولی اللہؒ صاحب بصیرت بزرگ تھے اور دوررس نگاہ کے مالک تھے۔ آپ کے عہد میں مسلمانوں کی کچھ تعداد ہندووانہ رسوم و رواج کی طرف مائل ہو رہی تھی۔ آپ نے اس صورت حال کو بھانپ لیا اور مسلمانوں کو ہندووانہ رسومات ترک کر دینے کی ہدایت کی۔

قرآن حکیم کا فارسی میں ترجمہ:

حضرت شاہ ولی اللہؒ نے ارشادات خداوندی اور تعلیمات اسلامیہ کو عام فہم بنانے کے لیے قرآن پاک کا عربی زبان سے 1737ء

میں فارسی میں ترجمہ کیا جسے فتح الرحمٰن کا نام دیا گیا۔ برصغیر کے علمائے کرام نے اس عمل کو ناپسند کیا اور آپ کو قتل کرنے کے درپے ہو گئے مگر جلد ہی ان کو اپنی غلطی کا احساس ہو گیا۔ فارسی ترجمہ سے لوگوں کو قرآنی تعلیمات سمجھنے میں مدد ملی۔ بعد ازاں شاہ صاحب کے دو بیٹوں شاہ عبدالعزیز اور شاہ عبدالقادر نے قرآن پاک کا اُردو زبان میں ترجمہ کیا۔

علم حدیث کی اشاعت:

شاہ ولی اللہؒ ایک ممتاز محدث تھے۔ آپ نے مدینہ منورہ میں شیخ ابوطاہر بن ابراہیم مدنی سے حدیث کا علم حاصل کیا اور دہلی میں اس کی تدریس کی۔ آپ نے موطا امام مالکؒ کو حدیث کا سب سے جامع مجموعہ قرار دیا۔ آپ نے موطا کی عربی اور فارسی زبانوں میں شرح لکھی۔ علاوہ ازیں آپ نے علم حدیث کو فروغ دینے کے لیے احادیث پر مشتمل کتب تحریر کیں۔ ان کتب کی اشاعت سے اقوال نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت زیادہ فروغ حاصل ہوا۔

شاہ ولی اللہؒ کی سیاسی خدمات:

شاہ ولی اللہ کا دور حیات 1703ء سے 1762ء تک کے عرصہ پر محیط تھا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب 1707ء میں اورنگ زیب عالمگیر کی وفات کے بعد مغلیہ سلطنت زوال پذیر تھی۔ دہلی میں مغل بادشاہ محض ایک کٹھ پتلی بن کر رہ گیا تھا۔ پنجاب میں سکھوں کو اور مہاراشٹر کے علاقہ میں مرہٹوں کو بالادستی حاصل ہو چکی تھی۔ مرہٹے جب چاہتے، دہلی میں داخل ہو کر من مانی کرتے تھے۔ مغل حکمران ان کے سامنے بے بس ہو چکے تھے۔ شاہ ولی اللہؒ نے مسلمانوں کی عظمت رفتہ اور وقار کو بحال کرنے کے لیے نظام الملک، نجیب الدولہ اور تاج محمد خان بلوچ کی تائید حاصل کر کے افغانستان کے امیر احمد شاہ ابدالی کو ہندوستان پر حملہ کر کے مرہٹوں کی گوشمالی کرنے کی دعوت دی۔ احمد شاہ ابدالی نے اس دعوت کو قبول کیا اور 1762ء میں پانی پت کی تیسری لڑائی میں مرہٹوں کو فیصلہ کن شکست دے کر ان کی قوت کو کچل ڈالا تاہم نااہل حکمران اسی کا فائدہ نہ اٹھا سکے۔

شاہ ولی اللہؒ کا دوقومی نظریہ:

حضرت شاہ ولی اللہؒ دوقومی نظریے کے حامی تھے۔ آپ کو اس بات کا مکمل احساس تھا کہ ہندو متحدہ قومیت کے تصور کو فروغ دے کر اور ہندوانہ بدعات کو مسلمانوں میں عام کر کے اسلام کی بنیادوں کو کمزور کرنا چاہتے تھے۔ اگر مغلیہ سلطنت کے دور انحطاط میں مرہٹے دہلی کے تخت پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہو جاتے تو عین ممکن تھا کہ برصغیر میں مسلم ثقافت اور اقدار کو شدید نقصان پہنچتا تاہم شاہ صاحب نے احمد شاہ ابدالی کو دعوت دے کر مرہٹوں کی قوت کا خاتمہ کروا دیا۔ آپ نے قرآنی تعلیمات کو فروغ دے کر دوقومی نظریے کو تقویت دی۔ علاوہ ازیں آپ نے مسلمانوں سے کہا کہ وہ ہندوانہ رسم و رواج کو ترک کر کے اسلامی طرز حیات پر عمل کریں۔

سوال: برصغیر میں دوقومی نظریے کا ارتقا/مراحل پر نوٹ لکھیں۔

جواب: برصغیر میں دوقومی نظریے کا ارتقا:

برصغیر میں دوقومی نظریے کی ابتدا اسی وقت ہو گئی تھی جب پہلے غیر مسلم نے اسلام قبول کیا تھا۔ یہ سلسلہ آٹھویں صدی عیسوی میں عرب تاجروں سے شروع ہوا۔ بعد ازاں محمد بن قاسم نے 712ء میں حملہ کر کے مسلم حکومت کی بنیاد رکھ دی۔ سلطان محمود غزنوی نے جب گیارہویں صدی میں ہندوستان پر سترہ حملے کیے تو لاہور، ملتان اور سندھ کے علاقوں میں کثیر تعداد میں ہندوؤں نے اسلام قبول کیا تاہم برصغیر کی تاریخ میں فیصلہ کن موڑ 1206ء میں آیا، جب قطب الدین ایبک نے دہلی میں پہلی باقاعدہ مسلم حکومت قائم کی اور عہد سلاطین کا آغاز ہوا جو کہ 1526ء میں مغل سلطنت کے قیام تک جاری رہا۔ اس طرح برصغیر میں مسلم فاتحین، جنگجوؤں، ہنرمندوں اور تاجروں اور خصوصاً صوفیا کرام کی آمد سے اس علاقہ میں ایک مسلم معاشرے کی بنیاد پڑی اور ہندوؤں کے ساتھ ایک بڑی تعداد میں مسلم قوم وجود میں آئی۔ اس طرح دوقومی نظریے کو مزید تقویت ملی۔ برصغیر میں دوقومی نظریے کے ارتقائی مراحل مندرجہ ذیل تھے:

برصغیر میں مسلمانوں کی آمد:

برصغیر پاک و ہند میں مسلمانوں کی آمد کے ساتھ ایک نیا جاندار مضبوط فلسفہ کا مذہب اسلام متعارف ہوا۔ اس طرح اس علاقے میں دو قومیں وجود میں آئیں جنہوں نے صدیوں کی مشترکہ معاشرت کے باوجود اپنا مذہبی، ثقافتی اور معاشرتی تشخص برقرار رکھا۔

مسلم صوفیائے کرام کا کردار:

آٹھویں صدی عیسوی میں عربوں کے ہاتھ فتح سندھ کے بعد سے لے کر قیام پاکستان تک مسلمان صوفیائے کرام نے اسلامی تعلیمات کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کیا۔ جدید دور کے علما میں حضرت مجدد الف ثانیؒ اور شاہ ولی اللہؒ نے دوقومی نظریے کو اجاگر کرنے میں کلیدی اقدامات کیے۔ یہ سلسلہ انیسویں اور بیسویں صدی میں بھی جاری رہا۔

انگریزی فلسفہ قوم:

انگریزوں نے پہلی مرتبہ ہندوستان میں قومیت کا تصور پیش کیا اور پھر تمام مذہبی شناخت رکھنے والے لوگوں نے مذہب کی بنیاد پر قوم کی تشکیل کی اور سیاسی جماعتیں بنائیں۔

ہندوؤں کی جارحانہ تحریکیں:

برصغیر میں انگریزوں کی حکومت قائم ہو جانے کے بعد ہندوؤں کو سرکاری سرپرستی حاصل ہوگئی اور انہوں نے مسلمانوں کو اپنے اندر جذب کرنے کے لیے انیسویں صدی میں کئی جارحانہ مذہبی تحریکیں مثلاً آریہ سماج، دیو سماج اور شدھی وغیرہ شروع کیں۔ ان تحریکوں نے مسلمانوں اور ہندوؤں کے درمیان حائل فصیل کو اور زیادہ وسیع کر دیا۔ مسلم قوم نے ہندوؤں کی اس نئی چال کو سمجھ کر اپنے آپ کو منظم کیا اور کئی اداروں مثلاً علی گڑھ کالج، ندوۃ العلما لکھنؤ، جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی، دارالعلوم دیو بند اور انجمن حمایت اسلام لاہور وغیرہ کی وساطت سے مسلم قومیت کو زندہ رکھا۔

اُردو ہندی تنازعہ:

1867ء میں کچھ ہندوؤں نے بنارس میں اُردو کی جگہ ہندی زبان کو عدالتی زبان بنانے کے لیے کوشش کی۔ اس عمل سے ہندوؤں کے اسلام دشمن عزائم کھل کر سامنے آگئے۔ سرسید احمد خان نے اُردو زبان کے تحفظ کے لیے اقدامات کیے۔

سنٹرل محمڈن ایسوسی ایشن:

جسٹس سید امیر علی انیسویں صدی کے ایک ممتاز قانون دان اور ادیب تھے۔ انہوں نے مسلمانوں کے مفادات کا تحفظ کرنے کے لیے سنٹرل محمڈن ایسوسی ایشن قائم کی، جس کی شاخیں تمام بڑے شہروں میں تھیں۔

آل انڈیا مسلم لیگ کا وجود:

مسلم لیگ 1906ء میں ڈھاکہ میں قائم کی گئی جو مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت تھی۔

مسلم لیگ کا جداگانہ انتخابات کا مطالبہ:

1909ء میں منٹو مارلے اصلاحات میں مطالبہ تسلیم کر لیا گیا۔ اس نے ہندوؤں اور مسلمانوں کے لیے جداگانہ راہوں کا تعین کر دیا۔
سرسید کی راہ پر چلتے ہوئے مسلم لیگ نے انگریزی فلسفہ اور اصلاحات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے دوقومی نظریہ کو فروغ دیا۔
شملہ وفد کی کامیابی کے بعد مسلم رہنماؤں نے دسمبر 1906ء میں محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کے اجلاس منعقدہ ڈھاکہ کے موقع پر مسلمانوں کی الگ سیاسی جماعت آل انڈیا مسلم لیگ تشکیل دی۔ اس جماعت کے قیام سے برصغیر کے مسلمانوں کو الگ سیاسی تشخص مل گیا۔ مسلم لیگ نے قیام پاکستان کے لیے فیصلہ کن کردار ادا کیا۔

علامہ اقبال اور قائداعظم کا کردار:

قائداعظم اور علامہ اقبال نے دوقومی نظریہ کے فروغ کے لئے عملی طور پر بے مثال مظاہرہ کیا۔ علامہ اقبالؒ نے دسمبر 1930ء میں الٰہ آباد میں آل انڈیا مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس میں جو صدارتی خطبہ دیا اس میں مسلمانوں کے لیے ایک الگ آزاد ریاست کا تصور پیش کیا گیا۔
قرارداد لاہور مارچ 1940ء میں منظور کی گئی۔ اس کو تحریک پاکستان میں ایک سنگ میل کی حیثیت حاصل ہے۔

......☆......

HISTORY OF PAKISTAN NOTES FOR 1st YEAR CLASS (PUNJAB)

حصہ معروضی

❑ ہر سوال کے چار ممکنہ جوابات دیئے گئے ہیں۔ درست جواب پر نشان (✓) لگائیے۔

-1 "پاکستان اسی دن وجود میں آ گیا تھا جب ہندوستان میں پہلا ہندو مسلمان ہوا تھا۔" یہ بیان کس عظیم رہنما کا ہے؟
(الف) علامہ اقبالؒ (ب) قائداعظمؒ ✓ (ج) چوہدری رحمت علی (د) سر سید احمد خاں

-2 محمد بن قاسم نے کس سن میں راجہ داہر کو شکست دے کر سندھ میں اسلامی حکومت کی بنیاد رکھی؟
(الف) 712ء ✓ (ب) 812ء (ج) 842ء (د) 912ء

-3 البیرونی کی تصنیف کا نام بتائیے۔
(الف) سواطع الالہام (ب) کتاب السیاسیت (ج) اسباب بغاوت ہند (د) کتاب الہند ✓

-4 محمود غزنوی نے ہندوستان پر سترہ حملے کیے۔ غزنوی لشکر کے ساتھ ایک عظیم مسلم سکالر اور جغرافیہ دان بھی ہندوستان آیا۔ اس کا نام بتائیے۔
(الف) بوعلی سینا (ب) الرازی (ج) ابوریحان البیرونی ✓ (د) ابن الہیثم

-5 شیخ احمد سرہندی 15 جون 1564ء کو سرہند کے قصبہ میں پیدا ہوئے۔ آپ نے خواجہ باقی باللہ بیرنگؒ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ آپ کا تعلق صوفیائے کرام کے کس سلسلہ سے تھا؟
(الف) قادریہ سلسلہ (ب) نقشبندی سلسلہ ✓ (ج) چشتیہ سلسلہ (د) کوئی بھی نہیں

-6 شاہ ولی اللہؒ 21 فروری 1703ء کو کس شہر میں پیدا ہوئے؟
(الف) لکھنؤ (ب) کلکتہ (ج) دہلی ✓ (د) سرہند

-7 شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے اپنے والد گرامی کی وفات کے بعد مدرسہ رحیمیہ میں مسند درس سنبھالی۔ جب شاہ صاحب کے والد نے وفات پائی تو اس وقت آپ کی (شاہ ولی اللہؒ) کی عمر کتنی تھی؟
(الف) سترہ سال ✓ (ب) ستائیس سال (ج) چالیس سال (د) پچاس سال

-8 حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے کس شہر میں قیام کر کے مشہور مسلم سکالر شیخ ابو طاہر بن ابراہیم مدنی سے سند حدیث حاصل کی؟
(الف) مکہ معظمہ (ب) مدینہ منورہ ✓ (ج) بغداد (د) اصفہان

-9 حضرت شاہ ولی اللہؒ نے قرآن پاک کا ترجمہ کس زبان میں کیا؟
(الف) اُردو (ب) پنجابی (ج) سندھی (د) فارسی ✓

-10 کس مسلم سکالر کی دعوت پر افغانستان کے امیر احمد شاہ ابدالی نے ہندوستان پر لشکر کشی کر کے 1761ء میں مرہٹوں کو شکست دی؟
(الف) عبدالرحیم (ب) شاہ ولی اللہؒ ✓ (ج) رفیع الدین (د) شیخ احمد سرہندی

-11 مشہور کتاب "دی سپرٹ آف اسلام" کس مشہور مسلم سکالر اور ماہر قانون کی تخلیق ہے؟
(الف) سر سید احمد خاں (ب) علامہ اقبالؒ (ج) سید امیر علی ✓ (د) چوہدری رحمت علی

-12 1906ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کا قیام کس شہر میں عمل میں آیا؟
(الف) ڈھاکہ ✓ (ب) لاہور (ج) دہلی (د) علی گڑھ

-13 کس عظیم مسلم رہنما نے 1929ء میں چودہ نکات پیش کیے؟
(الف) علامہ اقبالؒ (ب) قائداعظمؒ ✓ (ج) چوہدری رحمت علی (د) سر محمد شفیع

-14 چوہدری رحمت علی نے 1932ء میں "پاکستان نیشنل مومنٹ" نامی تنظیم کے پلیٹ فارم سے پاکستان کے نام سے ایک آزاد مسلم ریاست کے قیام کا مطالبہ کیا۔ بتائیے یہ تنظیم برطانیہ کی کس یونیورسٹی کے طلباء کی تھی؟
(الف) آکسفورڈ یونیورسٹی (ب) بریڈفورڈ یونیورسٹی (ج) کیمبرج یونیورسٹی ✓ (د) مانچسٹر یونیورسٹی

-15 ''ہم نے پاکستان کا مطالبہ ایک زمین کا ٹکڑا حاصل کرنے کے لیے نہیں کیا تھا بلکہ ایک ایسی تجربہ گاہ حاصل کرنا چاہتے تھے جہاں ہم اسلام کے اصولوں کو آزما سکیں۔'' قائداعظمؒ نے یہ تاریخی جملے 1948ء میں کس شہر میں خطاب کے دوران ادا کیے؟

(الف) کراچی (ب) پشاور ✓ (ج) دہلی (د) بمبئی

-16 حضرت مجدد الف ثانیؒ نے کس مغل بادشاہ کے سامنے تعظیمی سجدہ کرنے سے انکار کیا؟

(الف) اکبر اعظم (ب) جہانگیر ✓ (ج) اورنگ زیب (د) شاہجہان

-17 سید احمد شہید بالاکوٹ کے مقام پر سکھوں کا مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہوئے۔ بتائیے یہ معرکہ کس سن میں ہوا؟

(الف) 1831ء ✓ (ب) 1841ء (ج) 1851ء (د) 1861ء

-18 مسلمانوں کے ایک وفد نے 1906ء میں لارڈ منٹو سے ملاقات کی۔ بتائیے کہ شہر کون سا تھا؟

(الف) دہلی (ب) کلکتہ (ج) بمبئی (د) شملہ ✓

-19 1906ء میں شملہ وفد کی قیادت کس مسلم رہنما نے کی؟

(الف) محسن الملک (ب) سر آغا خان ✓ (ج) محمد علی جناح (د) حکیم اجمل خاں

-20 تقسیم بنگال 1905ء میں ہوئی۔ بتائیے یہ کس سن میں منسوخ کی گئی؟

(الف) 1911ء ✓ (ب) 1912ء (ج) 1913ء ✓ (د) 1914ء

-21 علامہ اقبالؒ کو مصور پاکستان کا خطاب ان کے خطبہ الہ آباد کی وجہ سے دیا گیا۔ بتائیے انہوں نے یہ خطبہ کس سن میں دیا؟

(الف) 1920ء (ب) 1925ء (ج) 1930ء (د) 1935ء

-22 بتائیے کس مغل بادشاہ نے دین الٰہی جاری کیا؟

(الف) ظہیر الدین بابر (ب) اکبر اعظم ✓ (ج) جہانگیر (د) اورنگ زیب عالمگیر

-23 1935ء کے گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کی بنیاد پر منعقد کیے گئے انتخابات کے نتیجے میں صوبوں میں کانگرسی وزارتیں کس سن میں قائم کی گئیں؟

(الف) 1935ء (ب) 1936ء (ج) 1937ء ✓ (د) 1938ء

-24 انجمن حمایت اسلام لاہور 24 ستمبر 1884ء کو قائم کی گئی۔ اس کے پہلے صدر کا نام بتائیے۔

(الف) منشی عبدالرحیم (ب) خلیفہ حمید الدین ✓ (ج) منشی چراغ دین (د) ڈاکٹر محمد دین ناظر

-25 شاہ ولی اللہ نے قرآن پاک کا جو ترجمہ کیا اس کا نام کیا تھا؟

(الف) تفہیم القرآن (ب) فتح الرحمٰن ✓ (ج) تفسیر القرآن (د) ترجمہ القرآن

-26 حضرت مجدد الف ثانی کا اصل نام کیا تھا؟

(الف) شیخ احمد ✓ (ب) شیخ عبدالواحد (ج) شیخ عبدالرشید (د) شیخ رفیق

-27 شاہ ولی اللہ کا اصل نام ہے؟

(الف) قطب الدین ✓ (ب) بلال احمد (ج) مشتاق احمد (د) احمد شاہ

-28 کتاب الہند کے مصنف کون تھے؟

(الف) سرسید احمد خاں (ب) شاہ ولی اللہ (ج) ابوریحان البیرونی ✓ (د) سید احمد شہید

-29 شاہ ولی اللہ نے کتنے سال کی عمر میں قرآن پاک ختم کیا؟

(الف) دس سال (ب) تیرہ سال (ج) پانچ سال (د) سات سال ✓

-30 مشہور کتاب ''الفوز الکبیر'' کس کی تصنیف ہے؟

(الف) حضرت مدد الف ثانی (ب) حضرت شاہ ولی اللہ ✓ (ج) سرسید احمد خاں (د) عبدالرحیم

www.downloadclassnotes.com

سوالات کے مختصر جوابات لکھیے۔

سوال1: محمد بن قاسم نے کس سن میں ہندو راجہ داہر کو شکست دے کر صوبہ سندھ میں اسلامی حکومت قائم کی؟

جواب: 712ء۔

سوال2: سلطان محمود غزنوی نے ہندوستان پر کتنے حملے کیے؟ ان کی تفصیل بیان کیجیے۔

جواب: سلطان محمود غزنوی نے 1001ء سے لے کر 1027ء تک ہندوستان پر سترہ حملے کیے۔ ان کے نتیجے میں اس نے لاہور، ملتان اور سندھ کے کچھ علاقے اپنی مملکت میں شامل کر لیے۔ محمود غزنوی نے 1026ء میں کیے گئے سولھویں حملے میں سومنات فتح کیا۔

سوال3: سلطان محمود غزنوی نہ صرف ایک بہت بڑا جرنیل اور فاتح تھا بلکہ ادب، شاعری اور فن تعمیر کا بھی شوقین تھا۔ اس کے دربار میں اس عہد کے نامور شاعر، ریاضی دان، مؤرخ اور جغرافیہ دان موجود رہتے تھے۔ ان میں ابوریحان البیرونی بھی شامل تھا جو ہندوستان میں لشکر کشی کے دوران غزنوی لشکر کے ساتھ رہتا تھا۔ بتایئے اس نے اپنی کس کتاب میں ہندو معاشرت کی تفصیل بیان کی ہے۔ ہندو رسومات کے بارے میں اس نے کیا لکھا ہے؟

جواب: البیرونی نے اپنی تصنیف ''کتاب الہند'' میں ہندوؤں کی تہذیب اور رسومات پر روشنی ڈالی ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ ہندو متعصب تھے اور ہندو معاشرہ چار طبقات پر مشتمل تھا۔ وہ مسلمانوں کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔

سوال4: البیرونی کا پورا نام کیا تھا؟

جواب: برہان الحق ابوریحان محمد احمد البیرونی۔

سوال5: ہندو معاشرہ چار طبقات میں منقسم تھا۔ ان کے نام بتایئے۔

جواب: برہمن، کھشتری، ویش اور شودر۔

سوال6: حضرت مجدد الف ثانیؒ کا نام اور لقب کیا تھا؟

جواب: مجدد الف ثانیؒ کا نام احمد اور لقب بدر الدین تھا۔

سوال7: حضرت مجدد الف ثانی کا سلسلہ نسب کتنے واسطوں سے حضرت عمر فاروقؓ سے جا ملتا تھا؟

جواب: [illegible] واسطوں سے۔

سوال8: مغل بادشاہ جہانگیر نے سجدہ تعظیمی نہ کرنے کی وجہ سے حضرت مجدد الف ثانیؒ کو کس قلعہ میں قید کروا دیا تھا؟

جواب: قلعہ گوالیار۔

سوال9: مغلوں کے دور زوال میں مرہٹوں نے مسلمانوں کو اپنے ظلم و ستم کا نشانہ بنایا۔ اس پر حضرت شاہ ولی اللہؒ نے افغانستان کے کس بادشاہ کو ہندوستان پر حملہ کرنے کی دعوت دی، جس کے جواب میں اس مسلم حکمران نے مرہٹوں کو 1762ء میں پانی پت کی تیسری لڑائی میں شکست دی۔

جواب: احمد شاہ ابدالی۔

سوال10: کس عظیم مسلم مدبر اور ماہر تعلیم نے انیسویں صدی میں محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کی بنیاد رکھی؟ **جواب:** سرسید احمد خاں۔

سوال11: مایہ ناز مورخ اور جغرافیہ دان ابوریحان البیرونی کب فوت ہوئے؟ **جواب:** 1048ء میں وفات پائی۔

سوال12: دو قومی نظریے سے کیا مراد ہے؟

جواب: ہندوستان میں مسلمان اور غیر مسلمان دو قومیں آباد ہیں جن کا ہر پہلو ایک دوسرے سے جدا ہے۔ باوجود ہندوؤں کے ساتھ رہنے کے مسلمانوں کا ایک الگ قوم ہونا مسلمہ حقیقت ہے۔ مسلمانوں نے اپنی جداگانہ حیثیت کو ہر لحاظ سے منوایا۔ چنانچہ یہ بات دو قومی نظریے کی دلیل ہے۔

سوال13: مجدد الف ثانی کب اور کہاں پیدا ہوئے؟

جواب: مجدد الف ثانی 1564ء میں سرہند میں پیدا ہوئے۔

سوال14: دو قومی نظریہ کی اصطلاح سب سے پہلے کس رہنما نے استعمال کی؟ **جواب:** سرسید احمد خان نے۔

سوال15: کس عالم [illegible] نے شہنشاہ اکبر کے مذہبی نظریات کی مخالفت کی؟ **جواب:** حضرت مجدد الف ثانی نے۔

☆☆☆☆☆☆